سیرتِ حلبیہ کے مابعد سیرت نگاری پر اثرات

نوید احمد شہزاد*

سیرتِ حلبیہ کا مکمل نام "اِنسان العیون فی سیرۃ الامین المامون" ہے جو کہ مصنف کے نام کی وجہ سے سیرت حلبیہ کے نام سے مشہور ہے۔مصنف کا نام امام علی بن برھان الدین الحلبی ہے۔اگرچہ آپکا آبائی وطن حلب تھا لیکن آپ کی پیدائش ۹۷۵ھ کو مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں ہوئی اور وہیں آپ نے ۱۰۴۴ھ میں وفات پائی۔تذکرہ نگاروں نے آپ کے علم وفضل کی بہت تعریف کی ہے اور آپ کو علم کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ قرار دیا ہے۔امام موصوف نے متعدد چھوٹی بڑی کتابیں تالیف کی ہیں مگر آپ کی وجہ شہرت سیرت النبی میں آپ کی تالیف سیرت حلبیہ ہی ہے۔(۱)

ایک محتاط اندازے کے مطابق سیرت حلبیہ مصنف کی زندگی کے آخری سال کی تالیف ہے۔اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ حلبی کی وفات ۱۰۴۴ھ شعبان کے آخری روز ہوئی۔(۲) حلبی نے اپنی سیرت کی کتاب میں ۱۰۴۳ھ کے حالات بھی ذکر کیے ہیں۔جس کی وضاحت وہ لکھتے ہیں کہ مصر کے وزیراعظم نے ۱۰۴۳ھ میں علماء کی ایک جماعت کو تعمیر کعبہ کے سلسلے میں مشاورت کے لیے بلایا جس میں میں بھی گیا اور ایک مختصر رسالہ لکھ کر دیا جس کو وزیراعظم نے خوب پسند کیا اور اس کا ترجمہ ترکی زبان میں کروا کر سلطنت عثمانیہ کے خلیفہ سلطان مراد ثالث کی خدمت میں ارسال کیا۔(۳)

اس واقعہ کے اگلے سال حلبی وفات پا جاتے ہیں اور جب یہ واقعہ ہوا سیرت حلبیہ ان کے زیر قلم تھی۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیرت حلبیہ کی تکمیل کے بعد اللہ کریم نے ان کو زیادہ دیر کے لیے زندہ نہں رکھا اور یہ کہ سیرت حلبیہ کی زیادہ تر شہرت،ممکن ہے کہ حلبی کی وفات کے بعد ہوئی ہو۔

بہرحال حلبی کی وفات کے بعد آنے والے سیرت نگاروں کے سیرت حلبیہ سے استفادے کی تفصیل کو درج ذیل عنوانات کے تحت زمانی ترتیب سے پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔گیارہویں صدی ہجری میں حلبی سے استفادہ۔

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج،سمندری،فیصل آباد،پاکستان

۲۔ بارہویں صدی ہجری میں حلبی سے استفادہ۔

۳۔ تیرہویں صدی ہجری میں حلبی سے استفادہ

۴۔ چودہویں صدی ہجری میں حلبی سے استفادہ۔

۵۔ موجودہ دور میں سیرت حلبیہ سے استفادہ

ا۔ گیارہویں صدی ہجری میں حلبی سے استفادہ

گیارہویں صدی ہجری کے وسط میں یعنی ۱۰۴۴ھ/۱۶۳۵ء میں علی حلبی کا انتقال ہوا اور جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ سیرت حلبیہ مصنف کی زندگی کے آخری سالوں کی تالیف ہے اور سیرت حلبیہ کی شہرت کا آغاز بھی غالباً اسی دور میں ہوا۔ چنانچہ اس کے بعد حلبی کا تذکرہ کرنے والوں نے علی حلبی کو صاحب السیرۃ کے وصف کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ (۴) اس بارے میں چند اہم پہلو درج ذیل عنوانات کے تحت نمایاں کیے جاتے ہیں۔

(الف) سیرت نگاری میں حلبی کے راوی

علی حلبی سے استفادہ کرنے والوں کی ایک کثیر تعداد ہے، جن میں سے معروف اہل علم کا تعارف اگلے صفحات میں ہوگا۔ سر دست ان اعیان کا تعارف پیش کیا جاتا ہے کہ جن کے احوال کے بیان میں وضاحت ہے کہ وہ اپنے استاذ علی حلبی سے روایت کرتے رہے یا جنھیں حلبی نے روایت کی اجازت دی۔ اس ضمن میں پانچ اسماء زیادہ قابل ذکر ہیں۔

i- الشمس البابلی: ابوعبداللہ محمد بن علاء الدین شافعی مسلک سے تعلق رکھنے والے مصر کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ان کو فقہ اور حدیث کے علوم میں گہرا رسوخ حاصل تھا اور ان فنون میں انکی مہارت کا اعتراف ان کے ہم عصر علماء اور شیوخ نے کیا ہے۔ ان کی وفات ۱۰۷۷ھ/۱۶۶۶ء میں ہوئی۔ (۵)

الشمس البابلی مصر کے سرکردہ علماء سے روایت کرتے تھے۔ ان کے شیوخ میں الشمس الرملی، الشمس محمد الویمی، الشہاب احمد بن الشلبی سالم السہنوری، عبدالروف المناوی، النور علی الزیادی، النور علی حلبی وغیرہ کا ذکر خصوصیت سے کیا جاتا ہے۔ (۶)

ii- الشہاب احمد العجمی: احمد بن احمد بن محمد العجمی شافعی مسلک کے بڑے عالم تھے۔ ان کی مہارت کا خصوصی شعبہ تاریخ، ایام العرب، علم الانساب اور ان سے متعلقہ دیگر علوم تھے۔ مصر کے بڑے بڑے علماء ان علوم میں پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ الشہاب العجمی نے متعدد کتب و رسائل تحریر کیے ہیں۔ ان کی وفات ۱۰۸۶ھ/۱۶۷۵ء میں ہوئی اور انھیں علی حلبی کے مدفن مقبرہ المجاورین میں دفن کیا گیا۔ (۷)

الشہاب العجمی نے کافی زیادہ اساتذہ سے علم حاصل کیا مگر جن اساتذہ نے ان کو روایت کی اجازت دی ان میں علی حلبی شمس محمد الشوبری اور سلطان مزاحی وغیرہ کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے۔(۸)

iii- عبدالقادر الصفوری: عبدالقادر بن مصطفیٰ بن یوسف الصفوری الشافعی، بڑے محقق، شام کے مفتی اور اپنی جلالت علمی کے لحاظ سے اپنے عہد میں مشہور تھے۔ آپ فقیہ، محدث، اصولی، مفسر اور دیگر فنون کے ماہر تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۱۰ھ اور وفات ۱۰۸۱ھ میں ہوئی۔(۹) الصفوری کے متعلق مذکور ہے کہ:

یروی عامة من النور الحلبی صاحب السیرة(۱۰)

وہ سیرت والے النور الحلبی سے عام طور پر روایت کرتے ہیں۔

الصفوری کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ علی حلبی نے نہ صرف انھیں روایت کرنے کی اجازت دی تھی بلکہ سیرت حلبیہ کی شرح لکھنے کی بھی اجازت دی تھی اور یہ شرح انھوں نے تحریر بھی کی تھی۔

''و سمی شرح کحل الجلاء المکنون بشرح انسان العیون۔''(۱۱)

اور انھوں نے اس شرح کا نام'' کھل الجلاء المکنون لشرح انسان العیون'' رکھا۔

الصفوری کی مذکورہ شرح کا تفصیلی تعارف معلوم نہیں ہو سکا۔

iv- الشبر املسی: ابوالضیاء علی بن علی الشافعی القاھری الشبر املسی کے متعلق مذکور ہے کہ آپ کو فقہ و حدیث میں خصوصی ملکہ تھا۔ خصوصاً فقہ میں دقت نظر، سرعت فہم اور استخراج احکام میں بے نظیر سمجھے جاتے تھے۔ آپ نے جن متعدد مشاہیر سے علم حاصل کیا ان میں علی حلبی کا منفرد مقام ہے۔

''ولازم النور الحلبی صاحب السیرة الملازمة الکلیة۔''

اور وہ سیرت والے النور الحلبی سے مکمل طور پر منسلک رہے۔

سیرت نگاری میں الشبر املسی کا اہم مقام ہے۔ آپ کی متعدد تالیفات میں سے المواھب اللدنیہ پر پانچ جلدوں میں تفصیلی حواشی اور ابن محبر کی شرح الشفاء پر حاشیہ ہے۔ آپ کی وفات ۱۸ شوال ۱۰۸۷ھ = ۱۶۷۶ء کو ہوئی۔(۱۲)

الشبر املسی کی حلبی سے روایت کی خاص بات یہ ہے کہ وہ حلبی کی جن صحابی رسول شمہروش سے روایت بیان کرتے ہیں:

''الشبراملسی عن الحلبی صاحب السیرة عن شمهروش الجنی الصحابی من النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔''(۱۳)

ترجمہ: شبرا ملسی سیرت والے حلبی سے وہ جن صحابی شمہروش سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

۷- شمس الدین العنانی: آپ نے محمد بن داود بن سلیمان العنانی قاہرہ میں مقیم ہوئے اور علی الحلبی، الشہاب الغزی، الشمس البابلی، الشہاب الخفاجی، اور البرہان اللقانی وغیرہ سے علم حاصل یا۔ آپ ممتاز عالم دین تھے اور آپ نے قصیدہ بردہ کی شرح بھی لکھی۔ آپ کا انتقال ۱۰۹۸ھ/ ۱۶۸۷ء میں ہوا۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں سے حسن بن علی البرہانی، الخلیلی، اور البدیری وغیرہ کے اسماء شامل ہیں۔ (۱۴) خصوصاً الخلیلی جب علی حلبی سے روایت بیان کرتے ہیں تو محمد بن داود العنانی کی وساطت سے ہی بیان کرتے ہیں۔ (۱۵)

(ب) حلبی کو نظر انداز کرنے والے ہم عصر سیرت نگار

گیارہویں صدی ہجری کے حلبی کے زیادہ معروف ہم عصر سیرت نگاروں نے عموماً علی حلبی کا ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی اپنی کتب میں سیرت حلبیہ کے حوالے سے معلومات نقل کی ہیں۔ ان میں دو سیرت نویس زیادہ نمایاں ہیں۔ ایک الشیخ عبدالحق محدث دہلوی جنھوں نے مدارج النبوۃ تحریر کی اور دوسرے الشہاب احمد الخفاجی جنھوں نے کتاب الشفا کی تفصیلی شرح نسیم الریاض لکھی۔

الشہاب احمد الخفاجی اور علی الحلبی دونوں کے کئی مشترک اساتذہ ہیں۔ خصوصاً الخفاجی کے والد گرامی محمد بن عمر الخفاجی م ۱۰۱۱ھ جو کہ علی حلبی کے بھی استاد ہیں۔ اس کے علاوہ دونوں مشاہیر ہم وطن اور ہم مسلک بھی ہیں اور الخفاجی نے حلبی کی وفات کے چودہ سال بعد ۱۰۵۸ھ میں نسیم الریاض تحریر کی۔ (۱۶) مگر اس کے باوجود نسیم الریاض میں عام طور پر کوئی حوالہ سیرت حلبیہ کا نظر نہیں آتا۔ لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ الشہاب احمد الخفاجی نے ارادتاً علی حلبی یا سیرت حلبیہ کا ذکر نہیں کیا۔

نسیم الریاض میں چند مقامات پر ''الحلبی'' کے حوالے سے معلومات ہیں جیسا کہ ایک لفظ کے اعراب کی وضاحت میں ہے:

> قال الفاضل الحلبی فی قراء ة من فتح الفاء کما قاله ابن رسلان۔
>
> فاضل حلبی نے اس لفظ (انفسکم) کی قراءت فاء کے فتح کے ساتھ کہی ہے جیسا کہ ابن رسلان نے کہا ہے۔

یہاں اور اس جیسے دیگر مقامات پر الخفاجی قال الحلبی کہہ کر علی حلبی مراد نہیں لیتے بلکہ ان کی مراد برہان حلبی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ وہ مذکورہ کتاب میں دیگر مقامات پر وہ ذکر کرتے ہیں۔ (۱۷)

برہان حلبی سے مراد غالباً حافظ ابراہیم بن محمد البرہان الحلبی المعروف بہ سبط ابن العجمی م ۸۴۱ھ/ ۱۴۳۸ء ہیں۔جنھوں نے عیون الاثر کی شرح نور النبر اس تحریر کی ہے۔(۱۸)

حلبی کے دوسرے قابل ذکر ہم عصر سیرت نگار الشیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بارے میں یہ رائے بھی قائم کی جاسکتی ہے کہ انھوں نے ممکن ہے کہ مدارج النبوۃ کو سیرت حلبیہ سے پہلے تالیف کرلیا ہو۔اس صورت میں ان کی کتاب میں سیرت حلبیہ کا تذکرہ ناممکن ہے۔الشیخ عبدالحق محدث دہلوی کثیر التالیف عالم ہیں اوران کا دور تالیف تقریباً نصف صدی کومحیط ہے۔مدارج النبوۃ کے بارے میں اگر چہ عموماً صراحت نہیں کی گئی کہ یہ کتاب کب لکھی گئی مگر قرائن کی روشنی میں یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انھوں نے اپنی وفات (۱۰۵۲ھ) سے تقریباً تیس سال قبل یہ کتاب تحریر کی ہوگی۔کیونکہ کتاب کی داخلی شہادتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ کتاب عہدی اکبری میں پیدا ہونے والے فتنوں کے خاتمے کے لیے تحریر کی۔(۱۹) جب کہ اکبر کا دور ۱۰۱۴ھ میں ختم ہو چکا تھا۔اس کے بعد جہانگیر کی وفات بھی ۱۰۳۷ھ میں ہوئی۔جہانگیر الشیخ موصوف کا قدردان بھی تھا۔

اسی طرح مدارج النبوۃ کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے بعض صوفیہ اور درویشوں کی غلط فہمیوں کے ازالے کے لیے سیرت کی کتاب لکھی۔اس ضمن میں ان کا مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی سے فکری اختلاف بھی تھا۔(۲۰) اور مجدد مذکور کا انتقال بھی ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء میں ہوا۔یوں کتاب کے مقاصد اور جن حالات میں کتاب لکھی گئی ان کے عرصہ وقوع سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب الشیخ موصوف نے اپنی وفات سے کافی عرصہ پہلے لکھی۔لہٰذا اس کتاب میں سیرت حلبیہ کا ذکر نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے۔

(ج) حلبی کے تلامذہ

گیارہویں صدی میں حلبی سے براہ راست استفادہ کرنے والوں میں ایک بڑی تعداد حلبی کے تلامذہ کی ہے،جن میں اپنے وقت کے اہم اور معروف اہل علم وفضل شامل ہیں۔جن میں سے بعض اس صدی کے اختتام تک حیات رہے۔مذکورہ راوی تلامذہ کے علاوہ ان میں سے مزید نمایاں تلامذہ کا مختصر تعارف ذیل میں زمانی ترتیب کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے:

i- احمد بن احمد المصری: جن کا لقب شہاب الدداخل تھا،اپنے زمانے کے فقہاء اور محدثین کے امام تھا۔حلبی کے علاوہ بھی بہت سے عظیم اساتذہ سے فیض حاصل کیا۔ان کی وفات ۱۰۵۵ھ/ ۱۶۴۵ء میں ہوئی۔(۲۱)

ii- الشیخ احمد بن احمد بن سلامۃ المصری القلیوبی: اپنے وقت کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے۔جن کی متعدد تالیفات بھی ہیں۔ان کی وفات ۱۰۶۹ھ/ ۱۶۵۹ء میں ہوئی۔(۲۲)

iii- محمد بن صالح بن محمد شمس الدین الدجانی: جو جامع ازہر میں مقیم رہے اور فقہ میں ماہر سمجھے جاتے تھے۔حلبی کے علاوہ حلبی کے معاصر علماء بھی ان کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ان کی وفات ۱۰۷۱ھ/۱۶۶۱ء کو ہوئی۔(۲۳)

iv- محمد بن احمد بن محمد المعروف بالاسطوانی الدمشقی: حنفی عالم اور واعظ تھے۔انھوں نے متعدد رسائل بھی تحریر کیے۔ان کی وفات ۱۰۷۲ھ/۱۶۶۱ء میں ہوئی۔(۲۴)

v- محمد بن خالق المقرلاوی الشافعی: بڑے عالم اور زاہد تھے۔ان کی وفات ۱۰۸۲ھ = ۱۶۷۲ء میں ہوئی۔(۲۵)

vi- عبدالقادر بن احمد بن یحیٰی بن محمد المعروف بابن الغصین الغزی الشافعی: صاحب کرامات ولی شمار ہوتے ہیں۔ان کی وفات بھی ۱۰۸۷ھ/۱۶۷۶ء میں ہوئی۔(۲۶)

vii- علی المحلی الشافعی: ان کا جامعہ ازہر سے تعلق تھا اور بطور مفتی دور دور تک شہرت تھی۔۱۰۹۰ھ/۱۶۷۹ء کو وفات پائی۔(۲۷)

viii- علی ابن ابراہیم الخیاط الرشیدی الشافعی: مختلف علوم وفنون کے بڑے عالم شمار ہوتے تھے۔حلبی کے علاوہ بھی کثیر تعداد میں شیوخ سے استفادہ کیا۔۱۰۹۴ھ/۱۶۸۳ء میں وفات پائی۔(۲۸)

ix- الشیخ حسین بن محمود بن محمد العدوی: علی حلبی کے علاوہ البرہان اللقانی اور ابوالعباس المقری کے بھی شاگرد تھے۔ان کی وفات ۱۰۹۷ھ/۱۶۸۶ء کو ہوئی۔(۲۹)

x- الشیخ خلیل بن ابراہیم بن علی المعروف بہ خلیل اللقانی: محدث، فقیہ اور محقق کے القاب سے پکارے جاتے تھے۔ان کی وفات ۱۱۰۴ھ/۱۶۹۲ء کو ہوئی۔(۳۰)

2-بارہویں صدی ہجری میں حلبی سے استفادہ

بارہویں صدی ہجری کے سیرت نگاروں نے عموماً سیرت حلبیہ کے حوالے بہت کم دیے ہیں۔البتہ اس صدی میں علماء نے سیرت حلبیہ کے حوالے سے کبھی کبھار معلومات نقل کی ہیں۔جیسے الشیخ اسماعیل حقی م ۱۱۱۷ھ/۱۷۰۵ء سورہ یسٓ کے آغاز میں لکھتے ہیں:

"قال فی انسان العیون من خصائصه علیه الصلاة والسلام ان الله تعالٰی اقسم علی رسالته بقوله "یٰسٓO والقرآن الحکیم"(۳۱)

حلبی نے انسان العیون میں کہا ہے کہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت کی قسم اٹھائی ہے۔"یٰسٓO والقرآن الحکیم" کہہ کر۔

اس صدی کے ایک بڑے سیرت نگار علامہ زرقانی ہیں ، جن کا مکمل نام محمد بن عبد الباقی الزرقانی م۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء ہے۔ اور سیرت نبوی پر ان کی مفصل اور مبسوط کتاب شرح المواہب ہے جو کہ المواہب اللدنیہ کی تفصیلی شرح ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ علامہ زرقانی نے اپنی سیرت کی کتاب میں بھی عام طور پر سیرت حلبیہ اور علی حلبی کے حوالے سے کوئی معلومات نقل نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ بھی ممکن ہے کہ زرقانی نے المواہب کی توضیح پر توجہ دی ہے اور اسی کے مآخذ ومصادر کو زیادہ تر استعمال کیا ہے۔ المواہب سیرت حلبیہ سے پہلے کی تالیف ہے۔ البتہ حلبی نے المواہب کے حوالے کثرت سے دیے ہیں۔

مذکورہ بالا عمومی صورتحال کے علاوہ اس صدی میں حلبی سے استفادہ کے حوالے سے مزید دو پہلو خصوصیت کے حامل ہیں، جن کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

(الف)۔ حلبی کے تلامذہ کے تلامذہ (ب)۔ سیرت حلبیہ کی تلخیص کرنے کا رجحان۔

الف۔ حلبی کے تلامذہ کے تلامذہ

بارہویں صدی کے آغاز میں حلبی کے بعض تلامذہ حیات تھے۔ جیسا کہ ابھی اوپر الشیخ خلیل اللقانی م ۱۱۰۴ھ/۱۶۹۲ء کا ذکر ہوا۔ اور حلبی کے تلامذہ سے علم حاصل کرنے والے کافی افراد کا بھی ذکر ملتا ہے۔ جن میں کچھ نامور بھی ہوئے ہیں۔ جیسے الشیخ یونس بن احمد المصری الحلی الکلفراوی م۱۱۲۰ھ/ ۱۷۰۸ء ہیں۔ انھوں نے حلبی کے نامور تلامذہ سے علم حاصل کیا۔ (۳۲) اسی طرح حلبی کے تلامذہ سے علم حاصل کرنے والوں میں شرف الدین محمد بن محمد الخلیلی المقدسی الشافعی اور الشیخ اسماعیل المکی وغیرہ کے اسماء خصوصیت سے لیے جا سکتے ہیں۔ (۳۳)

ان مذکورہ اصحاب میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنھوں نے سیرت حلبیہ کی قراءت وتدریس کا باقاعدہ اہتمام کیا۔ جیسے محمد بن عبدالرحمٰن بن زین العابدین الغزی الشافعی م۱۱۶۷ھ/۱۷۵۴ء نے الشیخ عبدالغنی النابلسی سے ۱۱۲۱ ہجری میں سیرت حلبیہ کی قراءت مکمل کی۔ (۳۴)

ب۔ سیرت حلبیہ کی تلخیص کرنے کا رجحان

امام حلبی کے بعد متقدمین کی کتب سیرت کی تلخیص کرنے کی طرف سیرت نگاروں کا رجحان ہوا تا کہ غیر متعلقہ تفصیلات میں الجھنے کی بجائے براہ راست سیرت طیبہ سے متعلقہ معلومات سے بہتر استفادہ ممکن ہو۔ بارہویں صدی ہجری میں تلخیص کرنے کا یہ رجحان سیرت حلبیہ کے معاملے میں بھی قدرے نمایاں محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صدی میں سیرت حلبیہ کا متعدد بار خلاصہ لکھنے کی باضابطہ کوشش ہوئی۔ جس کی حاصل شدہ تفصیل ذیل میں زمانی ترتیب سے پیش کی جاتی ہے۔

i- مختصر السیرة الحلبیه: سیرت حلبیہ کا یہ خلاصہ احمد بن محمد بن احمد البناء الدمیاطی المعروف بابن عبدالغنی نے لکھا۔ موصوف زاہدانہ مزاج کے بزرگ تھے۔ اس کتاب کے علاوہ ان کی علم قراءت اور تصوف میں بھی متعدد کتب ہیں۔ ان کی وفات ۱۱۱۶ھ/ ۱۷۰۵ء کو ہوئی۔(۳۵)

ii- اختصار السیرة النبویة للشیخ علی حلبی: شافعیہ کے مفتی اور عوام وخواص میں مقبول احمد بن عبدالکریم الغزی نے یہ اختصار تحریر کیا ہے۔ ان کی اور بھی متعدد تالیفات ہیں۔ یہ ۱۰۷۸ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے اور ان کی وفات ۱۱۴۳ھ/ ۱۷۳۰ء میں ہوئی۔(۳۶)

iii- خلاصة الاثر فی سیرة سید البشر: یہ احمد بن ابی بکر الطحیشی ۱۱۴۹ھ/ ۱۷۳۴ء کی تالیف ہے، جس کے بارے میں مذکور ہے:

> وھی مختصر انسان العیون فی سیرة الامین المامون" السیرة الحلبیه لنور الدین الحلبی۔(۳۷)
>
> یہ "انسان العیون فی سیرة الامین المامون" کا اختصار ہے، جو کہ نور الدین الحلبی کی السیرة الحلبیہ ہے۔

یہ کتاب اس وقت دنیا کے تقریباً چودہ مقامات پر مخطوطات کی شکل میں موجود ہے، جن میں سے مکتبہ الظاہریہ دمشق، جامعۃ القاہرہ مصر، اور برلن کا سرکاری کتب خانہ قابل ذکر ہیں۔(۳۸)

iv- اتحاف البریة بمنتقی السیرة الحلبیه: یہ تاج الدین موفق القابسی کی ایک جلد میں تالیف ہے جو کہ انھوں نے ۱۱۵۵ھ میں تالیف کی۔(۳۹)

3- تیرہویں صدی ہجری میں حلبی سے استفادہ

اس صدی میں بھی حلبی کے حوالے سے معلومات نقل کرنے والوں کی تعداد اگرچہ خاصی کم محسوس ہوتی ہے لیکن کہیں کہیں حلبی سے استفادے کی صورتحال بھی نظر آتی ہے۔ اسی طرح مسلم سیرت نگاروں کی طرح بعض غیر مسلم سیرت نگاروں نے بھی حلبیہ سے استفادہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن میں الفانسو اٹینی ڈینٹ (Al-Fanso Atanident) وغیرہ شامل ہیں۔ موصوف نے اپنی کتاب "حیات محمد" کے لیے سیرت حلبیہ سے مواد حاصل کیا ہے۔(۴۰)

بارہویں صدی ہجری میں سیرت حلبیہ کا خلاصہ لکھنے کا جو رجحان نمایاں رہا اس کا تسلسل تیرہوں صدی ہجری میں بھی نظر آتا ہے۔ ۱۲۷۰ھ میں شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے عالم مولوی کرامت العلی الدہلوی الموسوی

نے سیرت حلبیہ کی نہ صرف تلخیص کی بلکہ اس پر قدرے اضافہ بھی کیا اور اس تالیف نے بمبئی میں طباعت کے مراحل بھی طے کیے۔(۴۱)

مولوی محمد کرامت الدہلوی کے علاوہ ابوالوفا سید احمد الحسینی نے بھی رسول اللہ ﷺ کے چند مغازی تحریر کیے۔ یہ تالیف بھی سیرت حلبیہ سے ماخوذ تھی۔

"ابوالوفاء الحسینی (السید) احمد غـزوة حنین والطائف وسریة اوطاس جمعهـا من السیـــرة الحلبیه طبع مع کتاب شرح الصدر بغزوة بدر لعبداللّٰه الشبراوی (مصر ۱۲۹۷ء، ۱۳۰۳ء)"(۴۲)

ابوالوفاء الحسینی، سید احمد نے غزوہ حنین و طائف اور سریہ اوطاس کے حالات سیرت حلبیہ میں سے جمع کر کے تحریر کیے۔ یہ کتاب عبداللہ الشبراوی کی کتاب شرح الصدر بغزوۃ بدر کے ساتھ ۱۲۹۷ھ اور ۱۳۰۳ھ میں طبع ہوئی۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ سیرت حلبیہ کا ترجمہ ۱۲۵۱ھ میں ترکی زبان میں چھپا۔ یہ دراصل غلط فہمی ہے۔ اس کتاب کا کوئی ترجمہ ترکی زبان میں نہیں ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک اور کتاب ترکوں میں "سیرت حلبیہ" یا سیر حلبی" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب عربی سے ترکی میں ترجمہ ہوئی۔ کتاب کے مصنف ابراہیم بن مصطفیٰ بن ابراہیم حلبی مداری م ۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ء ہیں۔ اس کتاب اور مصنف کے نام میں حلبیہ اور حلبی کے لفظ سے بعض لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ سیرت حلبیہ کا ترکی زبان میں ترجمہ ہوا ہے۔ حالانکہ ترجمہ شدہ کتاب دوسری ہے۔ محض نام کی مشابہت کی وجہ سے مغالطہ ہوا۔(۴۳)

سیرت دحلانیہ میں حلبی سے استفادہ

سیرت دحلانیہ کے مؤلف ابوالعباس احمد بن زینی دحلان شافعی مسلک سے تعلق رکھنے والے مکۃ المکرّمۃ کے مفتی تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۳۱ھ/ ۱۸۱۶ء میں ہوئی اور مکہ میں ہی آپ نے وفات ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء میں ہوئی۔ آپ کی متعدد تصانیف میں سے "السیـــرة النبویة والآثار المحمدیه" کو نمایاں حیثیت حاصل ہے، جو کہ سیرت دحلانیہ کے نام سے معروف ہے۔ (۴۴) بعض علماء کی رائے ہے کہ متاخرین کی لکھی ہوئی سیرت کی کتابوں میں سے یہ آخری مفصل کتاب ہے جو سیرت نبویہ میں تالیف کی گئی ہے۔(۴۵)

سیرت دحلانیہ میں مصنف نے متعدد مقامات پر سیرت حلبیہ سے استفادہ کیا ہے اور علی حلبی کے حوالے

سے معلومات نقل کی ہیں۔ جیسے سیرت حلبیہ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں نزول قرآن سے قبل نظر لگنے کا دم کیا کرتے تھے۔(۴۶) غزوہ احد کے حالات کے ضمن میں دحلان رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

انا النبی لا کذب انا عبدالمطلب انا ابن العواتك

پھراس کے بعد حلبی کے حوالے سے تنقید نقل کرتے ہیں کہ درست بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ حنین کے موقع پر ارشاد فرمائے تھے۔ (۴۷)

غزوہ خندق کے اختتامی حالات کے ذکر میں سیرت حلبیہ کے حوالے سے ہے:

''وفی سیرۃ الحلبیہ ان ابا سفیان قبل ان یرتحلوا کتب کتابا وارسلہ الی النبی''(۴۸)

سیرت حلبیہ میں ہے کہ ابوسفیان نے کوچ کرنے سے پہلے خط لکھ کر رسول اللہ ﷺ کو ارسال کیا۔

غرضیکہ دحلانیہ میں ایسے کئی مقامات ہیں جن میں مصنف نے سیرت حلبیہ کے حوالے سے واقعات و معلومات نقل کی ہیں۔

4-چودھویں صدی ہجری میں حلبی سے استفادہ

سیرت حلبیہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عوام وخواص میں معروف ہوتی گئی۔ غالباً اس کے چھپنے اور طبع ہونے کے بعد زیادہ وسیع پیمانے پر اس سے استفادہ ممکن ہوا۔ لہٰذا چودھویں صدی ہجری میں یہ کتاب معروف ہونے کے ساتھ ساتھ عوام وخواص میں متداول بھی ہوگئی۔ اسی وجہ سے غالباً شبلی نعمانی م۱۳۳۲ھ = ۱۹۱۴ء نے اس کے بارے میں یہی الفاظ استعمال کیے ہیں:(۴۹)

چودھویں صدی ہجری میں کئی معروف سیرت نگار حضرات نے سیرت حلبیہ کو اپنی کتب سیرت کے لیے مآخذ استعمال کیا ہے۔ ذیل میں ان سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔شرح مولد لابن حجر

احمد بن عبدالغنی الدمشقی م۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء نے شرح مولد لابن حجر تحریر کی۔ اس میں متعدد مقامات پر علی حلبی کے حوالے سے معلومات نقل کی گئی ہیں اور کبھی حلبی کا ذکر بہت پروقار انداز میں کیا ہے۔ اس ضمن میں ان کے انداز کی ایک جھلک دیکھیں۔

''وقال عمدۃ المحققین نور الدین علی الحلبی فی کتابه "انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون''(۵۰)

اور عمدۃ المحققین نور الدین علی الحلبی نے اپنی کتاب "انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون" میں کہا ہے۔

ii- روح اسلام

سید امیر علی م۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء نے انگریزی میں سیرت کی کتاب The spirit of Islam تحریر کی جس کو اردو زبان میں بعد ازاں ہادی حسین نے منتقل کیا اور اردو میں یہ روح اسلام کے نام سے متداول ہے۔ اس کتاب میں جگہ جگہ سیرت حلبیہ کے حوالے کثرت سے موجود ہیں بلکہ مقدمۃ الکتاب میں مصنف نے واضح طور پر کہا ہے:

"پیغمبر اسلام کے سوانح حیات اور رسالت کا جو خاکہ میں نے کھینچا ہے وہ کسی حد تک ابن ہشام کی سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ہے، جس نے پیغمبر اسلام کی وفات کے قریباً دو سو سال بعد ۲۱۳ھ مطابق ۸۲۸,۲۹ء) وفات پائی اور کسی حد تک ابن الاثیر کی ضخیم تاریخ (الکامل) طبری کی تاریخ الامام والملوک اور حلبی کی انسان العیون (المعروف بہ سیرت الحلبیہ) اور دیگر کتابوں پر مبنی ہے۔"(۵۱)

iii- سیرت النبی

یہ شبلی نعمانی م۱۹۱۴ء کی تالیف ہے۔ جس کی شہرت اہم علم وفضل کے درمیان زمانہ تالیف سے لے کر تاحال جاری ہے۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے سیرت حلبیہ کے بہت کم حوالے دیے ہیں، بلکہ ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی کی رائے اس ضمن میں یہ ہے کہ "سیرت النبی شبلی نعمانی میں سیرت حلبیہ کا صرف ایک حوالہ ہے۔"(۵۲)

iv- سیرت خاتم النبین

مرزا بشیر الدین احمد قادیانی کی تالیف ہے، جس کی تین جلدیں ہیں۔ پہلی جلد ۱۹۳۵ء، دوسری ۱۹۳۱ء اور تیسری ۱۹۴۹ء میں طبع ہوئی۔ مصنف اگرچہ قادیانی ہیں اور اس کے مخصوص عقائد کی جھلک بھی کتاب میں محسوس ہوتی ہے مگر اس کے باوجود بعض ناقدین کی رائے کہ اس کتاب میں مرزا صاحب نے ادبی سلیقہ مندی اور علمی توازن کا خوبصورت مظاہرہ کیا ہے۔(۵۳)

اس کتاب میں مصنف نے چند مقامات پر سیرت حلبیہ سے استفادہ کیا ہے، جن میں عثمان بن حویرث کے حالات زندگی اور معراج واسراء کے مقامات قابل ذکر ہیں۔ نیز کتاب کے آغاز میں اگرچہ سیرت حلبیہ پر کچھ تنقیدی کلمات مذکور ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ سیرت حلبیہ کو نہایت جامع کتاب بھی قرار دیا گیا ہے۔(۵۴)

v- حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین

یوسف بن اسماعیل النبہانی م ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء کی تالیف ہے۔اس کتاب میں مصنف نے کافی مقامات پر علی حلبی کے حوالے سے معلومات ذکر کی ہیں۔جن میں حلبی کے حوالے سے کچھ عجیب واقعات بھی نقل کیے ہیں۔ جیسے رسول اللہ کے سامنے ایک پرندے کا سبز موتی گرانا اور اس میں سبز رنگ کے کیڑے کا نکلنا جس پر زرد رنگ سے کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا، مذکور ہے۔(۵۵)

vi- سیرت رسول عربی

یہ نور بخش توکلی م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ ء کی تالیف ہے۔موصوف نے متعدد مقامات پر سیرت حلبیہ کے حوالے سے سیرت النبی کے احوال و واقعات درج کیے ہیں۔جیسے رسول اللہ ﷺ کے آباء کے حالات میں جناب قصی کے حالات، ہاشم کے منصب رفادہ وسقایہ کا ذکر، بنی ہوازن کے مال غنیمت کی تقسیم اور زہیر بن صرو کی تقریر اور جناب عکرمہ اور صفوان کے اسلام لانے کے لیے حاضر ہونے کے واقعات حلبیہ کے حوالے سے مذکور ہیں۔(۵۶)

درج بالا وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ چودہویں صدی ہجری میں سیرت حلبیہ سیرت نگاروں میں نہ صرف متداول تھی بلکہ ایک مآخذ کی حیثیت سے قبولیت کا درجہ پا چکی تھی۔

۵۔موجودہ دور میں سیرت حلبیہ سے استفادہ

موجودہ دور میں سیرت حلبیہ گزشتہ ادوار کی نسبت زیادہ معروف ومتداول ہو چکی ہے اور اس تک رسائی اور فائدہ اٹھانا ہر شخص کے لیے ممکن ہو چکا ہے۔البتہ بعض لوگوں نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے اور بعض نے کم اور کچھ اہل علم نے اس سے متعارف ہونے کے باوجود اس کو نظر انداز بھی کیا ہے۔اس بارے میں قابل ذکر معلومات ذیل کے عنوانات کے تحت پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ دور جدید میں سیرت حلبیہ کو نظر انداز کرنے والے سیرت نگار۔
۲۔ دور جدید میں حلبی کو خراج عقیدت پیش کرنے والے سیرت نگار۔
۳۔ دور جدید میں سیرت حلبیہ سے استفادے کی تفصیل

۱۔دور جدید میں سیرت حلبیہ کو نظر انداز کرنے والے سیرت نگار

دور جدید میں کئی معروف سیرت نگاروں نے اپنی سیرت کی کتابوں میں عموماً سیرت حلبیہ کے حوالے سے معلومات نقل نہیں کیں۔جیسے محمد حسین ہیکل کی ''حیات محمد'' عبدالرؤف داناپوری کی ''اصح السیر'' احمد التاجی کی ''سیرۃ

النبی العربی محمد رسول'' سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ''سیرت سرورعالم'' اور اکرم ضیاء العمری کی "السیــرة النــبوية الصحــحية'' ہیں۔ان کتب میں عموماً حلبیہ کوبطور ماخذ استعمال نہیں کیا گیا۔

عموماً حلبی سے معلومات نہ لینے والے یا کم مقدار میں معلومات لینے والے سیرت نگاروہ ہیں جنھوں نے سیرت نویسی کے حوالے سے دعویٰ کیاہے کہ وہ زیادہ تر ثقہ ومصدقہ اور صحیح تر مآخذ سے حاصل کردہ معلومات پرمبنی سیرت کی کتاب تحریر کرنا چاہتے ہیں۔جیسے "السیــرة النبوية الصحــحية'' میں اکرم ضیاءعمری نے مقدمۃ الکتاب میں دعویٰ کیاہے کہ وہ ضعیف اور کمزور مرویات کی بجائے صحیح اور مستند حوالہ جات سے رسول کریم ﷺ کی سیرت لکھنا چاہتے ہیں۔پوری کتاب میں عموماً انھوں نے حلبیہ کے حوالے سے کوئی معلومات نقل نہیں کی، بلکہ مقدمۃ الکتاب میں حلبیہ کے بارے میں یہ واضح طور پر کہاہے کہ اس کتاب میں من گھڑت اور موضوع روایات کی بھرمار ہے۔(۵۷)

2- دور جدید میں حلبی کوخراج عقیدت پیش کرنے والے سیرت نگار

موجودہ دور میں حلبیہ کا حوالہ دینے والے بہت سے سیرت نگارعموماً حلبی کا ذکر احترام سے کرتے ہیں اور کئی ایسے اہل قلم بھی ہیں جوحلبی کے لیے القابات کا بھی استعمال کرتے ہیں۔جیسے امام یاعلامہ کالقب۔علامہ کالقب حلبی کے لیےکافی سیرت نویسوں نے استعمال کیا ہے۔جیسے ڈاکٹر نثاراحمد ''شعب ابی طالب'' پراپنے تنقیدی مضمون میں علامہ برہان الدین الحلبی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔(۵۸) ششماہی السیر ۃ العالمیہ کے مدیر سید فصل الرحمٰن اور عبدالقادر حبیب اللہ السندی بھی حلبی کے لیے عموماً علامہ کا لفظ ہی استعمال کرتے ہیں۔(۵۹) جب کہ پیر محمد کرم شاہ الازہری ''ضیاء النبی'' میں بسااوقات حلبی کے لیے مدح وتوصیف کے الفاظ بھی لکھتے ہیں، جیسے رسول اللہ کے معراج کے وقت کے بارے میں علی حلبی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اس بارے میں علامہ علی بن برہان الدین حلبی کی یہ عبارت جملہ اقوال کی جامع ہے۔''(۶۰)

لیکن حلبی سے عام طور پر استفادہ کرنے والے حضرات کی نسبت حلبیہ کا ترجمہ کرنے والے محمد اسلم قاسمی اوران کے بزرگ قاری محمد طیب نے جس قدرعقیدت کے ساتھ حلبیہ کے فضائل ذکر کیے ہیں وہ کسی اور نے نہیں کیے۔حالانکہ انھوں نے حلبیہ کی جن خصوصیات کوگنوایا ہے۔ان میں سے اکثر کے ساتھ اختلاف ممکن ہے۔

قاری محمد طیب کاحلبیہ کے بارے میں خیال ہے کہ بعض سیرتیں محدثانہ انداز میں بعض میں فقہی مسائل، بعض عاشقانہ وصوفیانہ اور بعض مغازی وغزوات کی بنیاد پر لکھی گئی ہیں۔اس ضمن میں انھوں نے سیرت کی اہم اور بڑی متقدمین کی کتب کے اسماء ذکر کرنے کے بعد سیرت حلبیہ کے بارے رائے دی ہے کہ یہ ان تام میں سے اہم ترین ہے کیونکہ اس میں تاریخ، تحدیث اور تحقیق وغیرہ سب فنون کی ملی جلی مثالیں نظر آتی ہیں۔قاری صاحب کا یہ

بھی خیال ہے کہ اس کتاب کی امت نے ہر دور میں تلقی بالقبول کی ہے اور ہر دور کے سیرت نگاروں نے اپنی اپنی سیرت کی تالیفات کو اسی کے حوالوں سے مزین کیا ہے۔اس لیے اسے ام السیر قرار دیا جائے۔(۶۱)

واضح رہے کہ حلبی کے بعد سیرت حلبیہ سے استفادے کی صورتحال زمانی ترتیب کے لحاظ سے اوپر مذکور ہو چکی ہے۔جس کے مطابق قاری صاحب کے بعض خیالات مبالغہ پر مبنی محسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح سیرت حلبیہ کے مترجم محمد اسلم قاسمی نے حلبیہ کے جن خصوصی اوصاف کا ذکر کیا ہے، ان میں اس کی اعلیٰ ترتیبی افادیت و مستند اور معتبر سیرت و تاریخ کی کتابوں کے حوالے دے کر لکھنا، پیشتر واقعات کو مربوط کر کے ذکر کرنا اور متفرق روایات میں موافقت پیدا کرنے وغیرہ کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔(۶۲)

واضح رہے کہ مترجم کی بیان کردہ بہت سی وہ خوبیاں ہیں جن کے بارے میں معترضین نے خاص طور پر حلبیہ پر تنقید کی ہے۔قاری محمد طیب اور محمد اسلم قاسمی کے زیادہ تعریف کرنے کی غالبًا یہ وجہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ انھوں نے کتاب کا ترجمہ کیا اور عوام کو اس کی طرف راغب کرنا مقصود تھا۔اس لیے انھوں نے اس کی کافی تعریف کر دی ہے۔

3- سیرت حلبیہ سے استفادے کی تفصیل

دور جدید میں سیرت حلبیہ کے استفادے کی صورتحال کو قدرے وضاحت سے بیان کرنے کے لیے اسے درج ذیل عنوانات کے تحت پیش کیا جاتا ہے۔

i- بھرپور استفادہ کرنے والے سیرت نگار۔

ii- کم مقدار میں استفادہ کرنے والے سیرت نگار

iii- سیرت حلبیہ سے استفادے کے خصوصی پہلو

iv- جدید مسائل پر لکھنے والوں کا حلبی سے استفادہ

v- مختلف مکاتب فکر کا حلبی سے فائدہ اٹھانا

vi- جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے حلبیہ سے استفادہ

i- بھرپور استفادہ کرنے والے سیرت نگار

عصر حاضر میں کئی سیرت نگار ایسے ہیں جنھوں نے اپنی سیرت کی کتابوں میں حلبیہ سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے اور حلبیہ ان کی کتب سیرت کے لیے کثیر الاستعمال اور قابل اعتماد مآخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے کہ سید امیر علی نے اپنی سیرت کی کتاب کے مقدمے میں واضح کیا ہے کہ ان کے زیادہ تر استعمال ہونے والے

ماخذ میں سیرت حلبیہ بھی شامل ہے۔(۶۳)

پیر محمد کرم شاہ الازہری نے ''ضیاء النبی'' میں حلبیہ سے کثرت کے ساتھ استفادہ کیا ہے۔ وہ کبھی اسے حلبیہ کے معروف نام سے اور کبھی اس کے اصل نام ''انسان العیون'' کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور بہت دفعہ سیرت حلبیہ اور امام محمد ابوزہرہ کے مشترکہ حوالہ جات بھی دیتے ہیں۔ اور جیسا کہ اس مبحث کے آغاز میں مذکور ہوا ہے کہ ضیاء النبی میں فاضل مصنف بسااوقات حلبیہ کا ذکر بہت اچھے انداز میں بھی کرتے ہیں۔ متفرق مقامات کے ساتھ ساتھ خاص طور پر قبل از نبوت زندگی اور واقعہ معراج کے بارے میں بھی پیر کرم شاہ نے سیرت حلبیہ سے قابل ذکر تعداد میں معلومات نقل کر کے پیش کی ہیں۔(۶۴)

موجودہ کتب سیرت میں محمد قوام الوشنوی کی کتاب ''حیات النبی وسیرتہ'' ایسی سیرت کی کتاب ہے جس میں سیرت حلبیہ سے سب سے زیادہ استفادہ کیا گیا ہے۔ اگر اس کتاب سے حلبیہ یا حلبی کا ذکر نکال دیا جائے تو باقی کتاب کا قابل ذکر وجود باقی رہنا مشکل ہوگا۔ مصنف نے جہاں حلبیہ سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے وہاں بہت سے مقامات پر حلبی سے اختلاف رائے بھی کیا ہے۔(۶۵)

ii- کم مقدار میں استفادہ کرنے والے سیرت نگار

جدید دور میں جن سیرت نگار حضرات نے سیرت حلبیہ کے حوالے سے اپنی سیرت کی کتابوں میں معلومات نقل کی ہیں ان میں اکثریت ایسے سیرت نویسوں کی ہیں جنھوں نے حلبیہ کے صرف چند حالہ جات ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے اور کئی سیرت نگار ایسے بھی ہیں جن کیسیرت کی کتابوں میں حلبیہ کے صرف ایک یا دو حوالے ہیں۔ جیسے اوپر شبلی نعمانی کے بارے میں مذکور ہوا ہے کہ انھوں نے سیرت النبی میں سیرت حلبیہ کا صرف ایک حوالہ دیا ہے۔(۶۶)

سید ابوالحسن علی ندوی نے ''نبی رحمت'' میں سیرت حلبیہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں چالیس غلاموں کو آزاد فرمایا تھا اور سیدہ عائشہؓ کے پاس چند دینار تھے، انھیں بھی صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا۔(۶۷) غالباً ان کی کتاب میں سیرت حلبیہ کا یہ ایک ہی حوالہ ہے۔

محمد ادریس کاندھلوی نے ''سیرت المصطفیٰ'' میں سیرت حلبیہ سے بہت کم استفادہ کیا ہے۔ غالباً اس معاملے میں ان کی کتاب میں بھی صرف ایک ہی مقام نمایاں ہے، جس میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بارے میں حلبیہ کے حوالے سے اشعار نقل کیے ہیں:(۶۸)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے ''رحمۃ للعالمین'' میں سیرت حلبیہ کے پانچ یا چھ حوالے دیے ہیں۔ ان

میں جناب زبیر بن عبدالمطلب کی وفات کا وقت، جنگ بدر میں سیدہ عائشہ کی اوڑھنی سے پرچم بنانا، غزوہ خندق میں شامل ہونے والے قبائل کا ذکر وغیرہ نمایاں ہیں۔ البتہ کتاب میں صرف ایک مقام پر سیدہ زینبؓ کی عمر کے بارے میں حلبیہ سے معلومات لے کر اس سے اختلاف رائے کیا ہے۔(۶۹)

محمد الظفری بک نے ''نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین'' میں حلبیہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے بچپن اور نشوونما اور دیگر حالات کو بیان کیا ہے۔ کتاب میں اگرچہ حلبیہ کے حوالے سے مواد کم ہے مگر چند مقامات پر حلبیہ کے حوالے موجود ہیں۔(۷۰)

ڈاکٹر خالد علوی نے ''انسان کامل'' میں سیرت حلبیہ کے حوالے سے چند مقامات پر استفادہ کرنے کی صراحت کی ہے، جن میں قابل ذکر جناب ابوطالب کا خطبہ نکاح، خطبہ حجۃ الوداع، مقوقس کو خط، اور خالد بن ولیدؓ کو سیف اللہ کا لقب دیے جانے کا ذکر نمایاں ہیں۔(۷۱)

ہاشم معروف الحسینی نے ''سیرت مصطفیٰ نظرۃ جدیدۃ'' میں سیرت حلبیہ کے حوالے سے کچھ مواد نقل کیا ہے۔ جیسے رسول کریم کے حج کے واقعات کی تفصیل میں آپ کے منی میں قربانی بارے معلومات حلبی کے حوالے سے ہیں مگر کتاب میں عام طور پر حلبی کے حوالے سے مواد کم ہے۔(۷۲)

احمد رضا خاں بریلوی کے پسر شاہ علی نقی خان کی کتاب ''انوار جمال مصطفیٰ'' میں حلبیہ کے کچھ حوالے ہیں، جیسے رسول کریم کے قدموں کے نشانات بارے تصریحات حلبیہ کے حوالے سے مذکور ہیں۔(۷۳)

غرضیکہ اس طرح حلبیہ سے موجودہ دور میں کم مقدار میں استفادہ کرنے والوں کی مثالیں کثیر تعداد میں ہیں، جن میں سے چند کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

iii-حلبیہ سے استفادے کے خصوصی پہلو

سیرت حلبیہ میں اگرچہ سیرت نبوی کے کئی پہلو خاصی تفصیل سے ہیں جیسے رسول کریم ﷺ کے قبل از نبوت زندگی کے حالات، واقعہ معراج، رسول اللہ کے مکاتیب اور وفود کا تذکرہ وغیرہ اور ان مقامات سے دور جدید کے مولفین نے استفادہ بھی کیا ہے اور اپنی تحریروں میں سیرت حلبیہ کے ان مقامات کے حوالے سے لکھا بھی ہے مگر موجودہ دور کے سیرت نویسوں کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیرت حلبیہ کے غزوات وسرایا والے حصے سے استفادے کی مقدار دیگر مقامات سے استفادے کی نسبت غالباً زیادہ رہی ہے۔

موجودہ دور کے بہت سے اہل علم نے غزوات وسرایا کی تفاصیل لکھنے کے لیے حلبی سے حاصل شدہ معلومات نقل کی ہیں جیسے قاضی سلیمان سلمان منصوری نے ''رحمۃ للعالمین'' میں حلبیہ کے حوالے سے عموماً غزوات

کے سلسلے میں ہی دیے ہیں۔ اس سلسلے میں جنگ بدر، جنگ خندق خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (۷۴)

ابوتراب الظاہری کی کتاب ''سرایا رسول اللہ'' میں غزوات وسرایا کی تفاصیل بیان کرتے ہوئے دیگر ماخذ کے ساتھ ساتھ حلبیہ پر بھی اعتماد کیا گیا ہے اور کتاب میں متعدد مقامات پر حلبیہ کے حوالے سے واقعات کی صراحتیں کی ہیں۔ اس ضمن میں سریہ موتہ، تبوک اور سریہ عبیدہ بن حارث وغیرہ زیادہ قابل ذکر ہیں۔ (۷۵)

محمد احمد باشمیل نے "غزوة الاحزاب من معارك الاسلام الفاضله" میں غزوہ احزاب کی کافی تفصیلات حلبیہ کے حوالے سے ہی نقل کی ہیں۔ بنونضیر کے غنائم، عباد بن بشیر کے پہرے کا قصہ، نعیم بن مسعود کے واقعات اور بنو مصطلق کے لیے جناب عمر بن خطاب کی نداء وغیرہ کے واقعات اس سلسلے میں نمایاں ہیں۔ (۷۶)

عبدالقادر حبیب اللہ السندی نے "الذهب المسبوك في تحقيق روايات غزوه تبوك" میں غزوہ تبوک کے موقع پر جناب ابوذر کے پیچھے رہ جانے اور منافقین کے پیچھے رہ جانے کے بارے میں تفصیلات حلبی سے لی ہیں۔ (۷۷) الغرض غزوات وسرایا میں حلبیہ سے استفادہ کرنے والے ان کے علاوہ اور بھی سیرت نگار ہیں۔ یہ چند امثلہ بطور نمونہ ذکر کر دی گئی ہیں۔

غزوات وسرایا کے علاوہ رسول اللہ کی مکی زندگی خصوصاً قبل از نبوت زندگی کے بارے میں بھی سیرت نگاروں نے کافی تعداد میں حلبیہ سے استفادہ کیا ہے۔ جیسے مرزا بشیر احمد نے عثمان بن حویرث کا ذکر حلبیہ کے حوالے سے کیا ہے۔ (۷۸) نوربخش توکلی نے قریش کے کئی حالات حلبیہ کے حوالے سے نقل کیے ہیں۔ (۷۹) ڈاکٹر خالد علوی نے کاہنوں کی سمع بندی کے سلسلے میں حلبیہ کا حوالہ دیا ہے۔ (۸۰) سید زوار حسین شاہ نے آپ کے بچپن کی زندگی کے متعدد واقعات حلبیہ سے نقل کیے ہیں۔ (۸۱) اسی طرح پیر کرم شاہ الازہری نے رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور اہل فترت کے بارے میں لکھتے ہوئے سیرت حلبیہ کے حوالے دیے ہیں۔ (۸۲)

غرضیکہ غزوات وسرایا کی طرح رسول اللہ ﷺ کی قبل از نبوت زندگی کے بارے میں بھی حلبیہ کی تفصیلات موجودہ دور کے سیرت نویسوں کی توجہ خصوصیت سے حاصل کر چکی ہیں۔

iv- جدید مسائل پر لکھنے والوں کا حلبی سے استفادہ

دور جدید میں انسانیت کو اور خصوصاً اہل اسلام کو بہت سے مسائل درپیش ہیں جن کے حل کے لیے بہت سے سیرت نگار حیات نبوی کے حالات و واقعات سے رہنمائی لیتے رہتے ہیں۔ سیرت حلبیہ میں اگرچہ موجودہ دور کے مسائل اور ان کے حل کے حوالے سے کوئی براہ راست مباحث نہیں ہیں مگر ان مسائل پر لکھنے والے کئی دفعہ حلبیہ سے سیرت نبوی کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہیں، جیسے محمد اسماعیل آزاد،

اسلامی معاشرے میں نابینا افراد کے کردار پر بحث کرتے ہوئے سیرت حلبیہ کے حوالے سے جناب ابن ام مکتوم کے بارے میں معلومات پیش کرتے ہیں۔(۸۳)

حافظ محمد سعداللہ سیرت طیبہ کی روشنی میں استحکام پاکستان کے لیے تجاویز دیتے ہوئے سادگی اپنانے اور تجارت کو فروغ دینے پر اصرار کرتے ہیں اور اس کے لیے حلبیہ کے حوالے سے معمولات نبوی سے استشہاد کرتے ہیں۔(۸۴)

قاری محمد حنیف جالندھری نے رسول اللہ ﷺ کی سماجی زندگی کے کئی معمولات سیرت حلبیہ کے حوالے سے نقل کیے ہیں۔(۸۵)اور ڈاکٹر صلاح الدین ثانی نے جانوروں کے حقوق پر بحث کرتے ہوئے سیرت حلبیہ سے متعدد حوالے دیے ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم کا جانوروں کے ساتھ کتنا بہترین سلوک اور رویہ تھا۔(۸۶)

غرضیکہ اس طرح کی امثلہ کثرت سے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جدید دور میں بھی بہت سے علمی عنوانات ایسے ہیں جن پر سیرت طیبہ کے حوالے سے وضاحت درکار ہو تو سیرت حلبیہ اچھی مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔

۷- مختلف مکاتب فکر کا حلبی سے فائدہ اٹھانا

علی حلبی کا شافعی مسلک سے تعلق تھا اور سیرت حلبیہ میں انھوں نے بہت دفعہ اپنے مسلک کی کھل کر نشاندہی کی ہے جیسا کہ باب اول میں ذکر ہو چکا ہے۔مگر اس کے باوجود موجودہ دور کے معروف مسالک سے تعلق رکھنے والے مختلف سیرت نگاروں نے سیرت حلبیہ سے استفادہ کیا ہے اور اپنی کتب میں سیرت طیبہ بارے معلومات نقل کرنے کے لیے حلبیہ پر اعتماد کیا ہے۔اس رائے کی تائید کے لیے چند امثلہ پیش خدمت ہیں۔

مرزا بشیر احمد کے عقائد مرزا غلام احمد قادیانی والے ہیں اور سیرت میں ان کی معروف کتاب ''سیرت خاتم النبیین'' ہے۔اس میں سیرت حلبیہ سے عثمان بن حویرث اور معراج واسراء وغیرہ کے بارے میں معلومات لینے کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے۔(۸۷)

محمد قوام الوشنوی کی کتاب ''حیات النبی وسیرتہ'' ہے جو کہ ایران سے طبع ہوئی ہے۔فاضل مصنف کا تعلق اہل تشیع سے ہے اور حلبیہ کو جس قدر اس کتاب میں بطور مآخذ استعمال کیا گیا ہے اس کی نظیر عموماً کم دیکھنے میں آئی ہے۔تقریباً پوری کتاب میں حلبیہ کے حوالہ جات کثرت سے ہیں۔(۸۸) نیز شیعہ عالم دین محمد کرامت العلی الموسوی وہ شخصیت ہیں، جنھوں نے سیرت حلبیہ کا خلاصہ بعنوان ''السیرۃ المحمدیہ والطریقۃ الاحمدیہ'' لکھا اور غالباً برصغیر میں بمبئی سے چھپنے والا حلبیہ کا یہ پہلا خلاصہ ہے۔(۸۹)

حنفی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے کئی مشاہیر نے حلبیہ سے استفادہ کیا ہے جیسا کہ پیر محمد کرم شاہ الازہری نے ''ضیاء النبی'' میں نہ صرف حلبیہ سے کثرت کے ساتھ استفادہ یا ہے بلکہ حلبی کے لیے تعریفی کلمات بھی کہے ہیں۔(۹۰) حنفی بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے نور بخش توکلی کی کتاب ''سیرت رسول عربی'' کو بعض ناقدین نے بریلوی مکتبہ فکر کی نمائندہ کتاب سیرت قرار دیا ہے۔ (۹۱) توکلی نے سیرت رسول عربی میں کئی مقامات پر حلبیہ کے حوالے سے احوال و واقعات درج کیے ہیں۔

حنفی دیو بندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے ''سیرت المصطفیٰ'' میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بارے میں اشعار سیرت حلبیہ سے ہی نقل کیے ہیں۔(۹۲) نیز یہ امر بھی قابل ملاحظہ ہے کہ دیو بند کے قاری محمد طیب کی سرپرستی میں ان کے سعادت مند بیٹے محمد اسلم قاسمی واحد عالم ہیں جنھوں نے سیرت حلبیہ کا اردو ترجمہ کیا ہے اور اس سلسلے میں ان کے حلبیہ کے بارے میں تعریفی کلمات کا بھی اسی مبحث میں اوپر ذکر ہو چکا ہے۔(۹۳)

اہل حدیث مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے قاضی سلمان منصور پوری نے بھی ''رحمۃ للعالمین'' میں چند مقامات پر حلبیہ سے استفادہ کیا ہے۔(۹۴) اسی طرح ''الرحیق المختوم'' اہل حدیث عالم صفی الرحمٰن مبارک پوری کی وہ تالیف ہے جس کو سعودی حکومت کی نہ صرف سرپرستی حاصل ہے بلکہ اسے سعودی حکومت کی طرف سے انعام سے بھی نوازا گیا ہے۔(۹۵) اس کتاب میں بھی متعدد مقامات پر حلبیہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

اسی طرح کے دیگر شواہد سے یہ رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ سیرت النبی پر لکھی گئی کتب میں حلبیہ کو اہم مقام حاصل ہے اور دور جدید میں اس سے تقریباً ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے عالم کے لیے اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے اس کا فکری اختلاف کوئی خاص رکاوٹ نہیں بنتا۔

vi- جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے حلبیہ سے استفادہ

موجودہ دور میں انٹرنیٹ کے ذریعے حصول علم کے ذرائع میں وسعت پیدا ہو چکی ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے ایک علمی سرمائے تک بیک وقت پوری دنیا کی رسائی ہو جاتی ہے۔ انٹرنیٹ پر بہت سی سیرت النبی کی امہات الکتب موجود ہیں، جن میں ابن اسحاق کی سیرت، الواقدی کی المغازی، ابن سید الناس کی عیون الاثر، ابن عبدالبر کی الدرر، السہیلی کی الروض، الشامی کی سبل الهدى والرشاد وغیرہ کے ساتھ ساتھ نور الدین الحلبی کی سیرت حلبیہ بھی شامل ہے۔ اسی طرح حلبیہ سے دنیا بھر میں کوئی بھی شخص کسی بھی وقت استفادہ کر سکتا ہے اور حلبیہ کے جس حصے کو چاہے نقل بھی کر سکتا ہے۔ اس بارے میں نہ صرف اپنے تاثرات اور رائے کو نوٹ کروا سکتا ہے بلکہ اس سے

بہتر استفادے کے لیے اپنی رائے بھی انٹرنیٹ کے ذریعے پوری دنیا کے سامنے تجزیے کے لیے رکھ سکتا ہے۔(۹۶)

4- سیرت حلبیہ کے اردو ترجمے کا جائزہ

سیرت حلبیہ کا اردو زبان میں ترجمہ ہونے سے خاص طور پر برصغیر پاک و ہند میں اس سے مستفید ہونے والوں کی تعداد کثرت سے ہوگئی ہے۔اردو زبان میں اس کا ترجمہ دیوبند کے عالم محمد اسلم قاسمی نے کیا ہے، جو کہ ۱۹۹۹ء میں دارالاشاعت کراچی کے زیر اہتمام طبع ہوا ہے۔ یہ ترجمہ چھ جلدوں میں ہے اور ان چھ جلدوں کے ۵.۸x۵.۴ انچ سائز کے ۳۲۴۰ صفحات ہیں۔ کتاب کے آغاز میں چھ صفحات مترجم کی گزارشات کے لیے اور چھ صفحات کا مقدمہ ہے جب کہ دو صفحات میں مصنف کے مختصر حالات زندگی ہیں۔

مترجم نے کتاب کا اصل عربی متن ساتھ نقل نہیں کیا۔صرف ترجمہ پیش کرنے پر انحصار کیا ہے۔البتہ آیات واشعار کی عربی عبارات نقل کر دی گئی ہیں اور ان علامات کو بھی ترجمہ میں استعمال کیا ہے، جنھیں حلبی نے اپنی سیرت کی کتاب میں استعمال کیا ہے۔جیسے قال، اقول، ی وغیرہ کا استعمال۔(۹۷)

الغرض سیرت حلبیہ نے اپنے وقت تالیف سے ہی اہل علم کی توجہ حاصل کرنا شروع کر دی تھی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔جبکہ اردو زبان میں اس کا ترجمہ ہونے کی وجہ سے یہ کتاب علما کے ساتھ ساتھ عوام الناس کے زیرِ مطالعہ آچکی ہے جس سے اس کی افادیت میں بہت اضافہ ہو چکا ہے۔

حواشی/حوالہ جات

(۱) المحبی، محمدبن فضل اللّٰہ"خلاصۃ الأثر فی أعیان القرن الحادی عشر"(دارصادر، بیروت)ص:۱۲۴/۳

(۲) المحبی ''خلاصۃ الاثر'' ص:۱۲۴/۳

(۳) المحبی،علی بن برہان الدین''انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون''(المکتبۃ الاسلامیہ، بیروت ۱۳۲۰ھ)ص :۱۷۲/۱

(۴) الکتانی، عبدالحی بن عبدالکبیر''فہرس الفہارس والاثبات ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات" (دارالغرب الاسلامی، بیروت۱۹۸۲ء)ص:۴۶۱/۱

(۵) المحبی ''خلاصۃ الاثر'' ص ص: ۲/ ۴۲..۳۹

(۶) الکتانی، عبدالحی ''فہرس الفہارس'' ص ص:۱/۱۱..۲۱۰
(۷) المحبی ''خلاصۃ الاثر'' ص:۱/۱۷۶
(۸) الکتانی عبدالحی ''فہرس الفہارس'' ص:۱/۱۱۵
(۹) المحبی ''خلاصۃ الاثر'' ص ص:۲/۶۹..۴۶۷
(۱۰) الکتانی عبدالحی ''فہرس الفہارس'' ص :۲/۶۳ ۷
(۱۱) الکتانی عبدالحی ''نفس المرجع'' ص:۱/۳۴۴
(۱۲) المحبی ''خلاصۃ الاثر'' ص: ۳/۱۴۷
(۱۳) الکتانی عبدالحی ''فہرس الفہارس'' ص:۱/۴۶۱
(۱۴) i-الزرکلی، خیر الدین ''الاعلام'' (دار العلم للملائیین، بیروت ۱۹۸۰ء) ''الاعلام'' ص:۶/۱۲۱
ii-الجبرتی، الشیخ عبدالرحمٰن ''تاریخ عجائب الآثار فی التراجم الاخبار'' (دار الجیل بیروت ۱۹۷۸ء) ص ۱/ ۱۱۴
(۱۵) الکتانی عبدالحی ''فہرس الفہارس'' ص ص:۱/۳۷۵، ۲۱۳، ۹۳
(۱۶) الخفاجی، احمد بن شہاب الدین ''نسیم الریاض فی شرح الشفا لقاضی عیاض'' (مرکز اہل سنت، گجرات، انڈیا ۲۰۰۱ء) ص:۴/۵۹۷
(۱۷) الخفاجی ''نفس المرجع'' ص ص۱/۱۲۱، ۱۰۱، ۹۳
(۱۸) چلپی حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ ''کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون'' (مکتبہ الاسلامیۃ والجعفری تبریزی، طہران ۱۳۷۸ھ) ص ۲/ ۱۱۸۳
(۱۹) نظامی، خلیل احمد ''حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی'' (مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن) ص ص :۲۹۱، ۲۷۸، ۱۹۴
(۲۰) نظامی ''نفس المرجع'' ص ص: ۳۸۲، ۲۹۱، ۲۸۷، ۱۹۴
(۲۱) المحبی ''خلاصۃ الاثر'' ص:۱/۱۷۳
(۲۲) المحبی ''نفس المرجع'' ص:۱/۱۷۵
(۲۳) المحبی ''نفس المرجع'' ص:۳/۴۵۷
(۲۴) المحبی ''نفس المرجع'' ص:۳/۳۷۸
(۲۵) المحبی ''نفس المرجع'' ص:۳/۴۸۷
(۲۶) المحبی ''نفس المرجع'' ص:۲/۴۳۷
(۲۷) المحبی ''نفس المرجع'' ص:۳/۲۰۲
(۲۸) المحبی ''نفس المرجع'' ص:۳/۱۲۸

(۲۹) المحبی ''نفس المرجع'' ص: ۱۱۶/۲

(۳۰) المرادی ، محمد خلیل آفندی '' سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر '' (طبع ندارد موجود www.alwarraq.com) ص: ۲۲۷/۱

(۳۱) النبھانی، یوسف بن اسماعیل ''جواہر البحار فی فضائل النبی المختار'' (مرکز اہل سنت ، گجرات، انڈیا 2001ء) ص: ۱۵۱/۲

(۳۲) المرادی، محمد خلیل آفندی ''سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر'' (طبع ندارد، موجود www.alwarraq.com) حرف الیاء، اسم یونس، ص: ۲۳۱/۲

(۳۳) الکتانی، عبدالحی ''فھرس الفھارس'' ص ص: ۴۶۱/۱، ۳۷۵

(۳۴) المرادی ''سلک الدرر '' حرف الیاء، اسم یونس ص: ۱۳۱/۲

(۳۵) بغدادی، اسماعیل پاشا ''ھدیة العارفین '' (مکتبہ الاسلامیہ والجعفری تبریزی، طہران ، ۱۹۴۷ء) ص: ۹۰/۱

(۳۶) المرادی ''سلک الدرر '' حرف ہمزہ، اسم احمد ص: ۷۶/۱

(۳۷) المجمع الملکی لبحوث الحضارة الاسلامیہ ''الفھرس الشامل للتراث العربی الاسلامی المخطوط السیرة و المدائح النبویة '' (موسہ آل البیت طبع ۱۹۹۶ء) ص: ۲۸۸

(۳۸) المجمع الملکی ''نفس المرجع'' ص: ۲۸۸

(۳۹) البغدادی، اسماعیل پاشا ''ایضاح المکنون'' (مکتبہ الاسلامیہ والجعفری تبریزی، طہران، ۱۹۴۷ء) ص: ۱۶/۱

(۴۰) مصنف کا ذکر ندارد، مستشرقین اور مطالعہ سیرت ''نقوش رسول نمبر مدیر محمد طفیل ، جلد ۱۱: ش ۱۳۰: جنوری ۱۹۸۵ء (ادارہ فروغ اردو، لاہور) ص: ۵۲۱/۱۱

(۴۱) سرکیش ، یوسف الیان ''معجم المطبوعات العربیہ و المعربة '' (منشورات مکتبہ آیة اللہ الاعظمی الرمشی النجفی ۱۹۱۹ھ ۱۳۹۹ء ھ) ص ص ۹۰/۱..۸۸۹

(۴۲) سرکیش ''نفس المرجع'' ص: ۳۵۷/۱

(۴۳) الشامان ، سعد سویلم ، سیرت کی چھیالیس مطبوعہ اور قلمی کتابیں ''ترجمہ اجمل اصلاحی ، نقوش رسول نمبر ، ش ۱۳۰: جنوری ۱۹۸۵ء: ص: ۱۰۰/۹

(۴۴) الکتانی، عبدالحی ''فھرس الفھارس '' ص: ۳۹۰/۱

(۴۵) انور محمود خالد، ڈاکٹر ''اردو نثر میں سیرت رسول'' (اقبال اکادمی لاہور ۱۹۸۹ء) ص: ۱۳۴

(۴۶) الدحلان ، احمد زینی ''السیرة النبویة والآثار المحمدیه'' علی ھامش الحلبیه (داراحیاء التراث العربی، بیروت ، س ن) ص: ۱۶۳/۱

(۴۷) الدحلان ''نفس المرجع'' ص: ۳۶/۲

(۴۸) الدحلان ''نفس المرجع'' ص: ۱۲۲/۲

(۴۹) شبلی نعمانی ''سیرت النبی'' (المصباح، اردو بازار، لاہور، س ن) ص: ۳۹/۱

(۵۰) النبھانی ''جواہر البحار'' ص: ۳۶۰/۳

(۵۱) سید امیر علی ''روح اسلام'' ترجمہ محمد ہادی حسین (ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور ۱۹۸۶ء) ص: ۳

(۵۲) صدیقی، ظفر احمد ڈاکٹر ''مولانا شبلی نعمانی بحثیت سیرت نگار'' (بیت الحکمۃ لاہور، ۲۰۰۵) ص: ۶۶

(۵۳) انور محمود خالد، ڈاکٹر ''اردو نثر میں سیرت رسول'' ص ص: ۸۸..۶۸۷

(ڈاکٹر انور محمود خالد نے مرزا بشیر احمد کی سیرت کی کتاب کی دوسری جلد کا سن طباعت ۱۹۳۱ء لکھا ہے ممکن ہے یہ کمپوزنگ کی غلطی ہو اور دوسری جلد کسی اور تاریخ کو طبع ہوئی ہو۔ کیونکہ اس طرح طباعت کا زمانی تسلسل درست محسوس نہیں ہوتا۔)

(۵۴) مرزا بشیر احمد ''سیرت خاتم النبیین'' (الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ س ن) ص: ۲۱۵/۱، ۶۹، ۴۳

(۵۵) النبھانی، یوسف ''حجة الله على العالمين فى معجزات سيد المرسلين'' (مرکز اہل سنت گجرات انڈیا ۲۰۰۱ء) ص: ۱۵۸

(۵۶) توکلی، نور بخش ''سیرت رسول عربی'' (ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور ۱۹۸۵ء) ص ص: ۲۱..۳۲۰، ۲۴۸، ۳۱، ۲۸

(۵۷) عمری، دکتور اکرم ضیاء ''السيرة النبوية الصحيحة'' (المكتبة العبيكان، الرياض ۱۹۹۸ء) ص: ۶۹/۱

(۵۸) نثار احمد، ڈاکٹر ''شعب ابی طالب'' نقوش رسول نمبر، لاہور، مدیر محمد طفیل جلد ۹: دسمبر ۱۹۸۲ء ص: ۲۶۴

(۵۹) i- سید فضل الرحمٰن ''ہادی اعظم کا سفر ہجرت'' ششماہی السیرۃ العالمی، کراچی، مدیر: فضل الرحمٰن، ش: ۱، جون ۱۹۹۹ء، ص: ۱۸۳

ii- السندی، عبدالقادر حبیب اللہ ''الذهب المسبوك فى تحقيق روايات غزوة التبوك'' (مکتبہ المعلاء الکویت ۱۹۸۶ء) ص: ۳۰۴

(۶۰) الازہری، پیر کرم شاہ ''ضیاء النبی'' (ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۱۴۱۵ھ) ص ص: ۲ /۴۸۱..۴۸۰

(۶۱) قاسمی، محمد اسلم ''سیرت حلبیہ اردو'' (دارالاشاعت، کراچی 1999ء) ص ص: ۴۰/۱..۳۹

(۶۲) قاسمی، محمد اسلم ''نفس المرجع'' ص ص: ۳۳/۱..۳۰

(۶۳) دیکھیے حوالہ نمبر ۵۱ مذکورہ

(۶۴) الازہری، پیر محمد کرم شاہ ''ضیاء النبی'' ص ص: ۵۰۲/۲، ۸۱/۱..۴۸۰، ۳۴۸، ۸۰، ۷۹، ۴۷

(۶۵) الوشنوی، محمد قوام ''حياة النبى وسيرته'' (دارالاسوة، المنظمة اوقاف ایران ۱۴۱۶ھ) ص ص:

/۲۹، ۳۰۳، ۶۶، ۵۲، ۴۰، ۳۳، ۲۰۰

(۶۶) دیکھیے حوالہ نمبر ۵۲ مذکورہ

(۶۷) ندوی، ابوالحسن علی ''نبی رحمت'' ترجمہ محمد الحسنی (مجلس نشریات اسلام، کراچی ۱۹۸۱ء) ص: ۱۵۷/۲

(۶۸) کاندھلوی، محمد ادریس ''سیرت المصطفیٰ'' (مکہ پبلشنگ کمپنی، لاہور س ن) ص: ۳۳۷/۳

(۶۹) منصور پوری، قاضی محمد سلیمان ''رحمۃ للعالمین'' (مکتبہ اسلامیہ، لاہور) ص: ۲/ ۳/۲۰۲، ۱۶۰، ۱۴۵، ۸۰

(۷۰) الظفری بک، محمد ''نور العين في سيرة سيد المرسلين'' (سبحان اکیڈمی، لاہور ۱۳۹۸ھ) ص: ۷

(۷۱) خالد علوی، ڈاکٹر ''انسان کامل'' (الفیصل ناشران کتب لاہور، ۲۰۰۱ء) ص: ۳۶۴، ۱۹۷، ۱۴۵، ۱۲۳

(۷۲) الحسینی، ہاشم معروف ''سیرۃ مصطفی نظرۃ جدیدۃ'' (دارالقلم بیروت ۱۹۸۱ء) ص: ۶۸۹

(۷۳) بریلوی، شاہ علی نقی خان ''انوار جمال مصطفیٰ'' (شبیر برادرز لاہور س ن) ص: ۱۸۷

(۷۴) منصور پوری، قاضی محمد سلیمان ''رحمۃ للعالمین'' ص ص: ۲/ ۲۱۳، ۲۱۲، ۱۴۵

(۷۵) الظاہری، ابوتراب ''سرایا رسول اللہ'' (تہامہ للنشر والتوزیع جدہ ۱۹۸۴ء) ص: ۳۲۲، ۳۲۱، ۲۶، ۱۵

(۷۶) باشمیل، محمد احمد ''غزوة الاحزاب من معارك الاسلام الفاضله'' (دارالفکر مکہ مکرمہ ۱۹۶۵ء) ص ۹۷، ۸۵، ۸۲، ۷۰

(۷۷) السندی، عبدالقادر حبیب اللہ، ''الذهب المسبوك'' ص ص: ۳۰۴، ۱۹۷

(۷۸) مرزا بشیر احمد ''سیرت خاتم النبیین'' (الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ، س ن) ص: ۱/ ۶۹

(۷۹) توکلی، نور بخش ''سیرت رسول عربی'' ص ص: ۳۱...۲۸

(۸۰) خالد علوی، ڈاکٹر ''انسان کامل'' ص: ۱۲۳

(۸۱) زوار حسین شاہ ''سیرت رسول اللہ'' ششماہی السیرۃ العالمی، کراچی، مدیر فضل الرحمٰن ش: ۱، ربیع الاول ۱۴۲۰ھ، ص: ۴۵

(۸۲) الازہری: پیر محمد کرم شاہ ''ضیاء النبی'' ص ص: ۲ / ۷۹، ۴۷

(۸۳) آزاد محمد اسماعیل ''اسلامی معاشرہ اور نابینا افراد'' نقوش رسول نمبر، لاہور، مدیر محمد طفیل، دسمبر ۱۹۸۲ء جلد سوم، ص: ۴۸۶

(۸۴) حافظ محمد سعد اللہ ''استحکام پاکستان کا حصول، سیرت طیبہ کی روشنی میں'' سہ ماہی منہاج، لاہور، مدیر حافظ سعد اللہ جلد ۱۵ : ش: ۳، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۷ء، ص: ۶۵..۱۶۰

(۸۵) جالندھری، قاری محمد حنیف ''رسول اکرم کی سماجی زندگی'' ششماہی السیرۃ العالمی، کراچی، مدیر فضل الرحمٰن، ش: ۱۱، اپریل ۲۰۰۴ء، ص: ۲۹۰

(۸۶) ثانی، ڈاکٹر صلاح الدین ''جانوروں کے حقوق اور ان سے حسن سلوک'' ششماہی السیرۃ العالمی، کراچی، ش: ل: ۳،

ربیع الاول ۱۴۲۱ھ، ص: ۳۲..۲۳۱

(۸۷) مرزا بشیر احمد ''سیرت خاتم النبیین'' ص ص: ۱/ ۲۱۵، ۱۶۹

(۸۸) وشنوی ''حیاۃ النبی و سیرتہ'' ص ص: ۱/ ۳۰۳، ۶۶، ۵۲، ۲۴۰

(۸۹) ہدایت اللہ ''رحمۃ للعالمین کتابیاتی جائزہ'' (سنگ میل پبلیکیشنز لاہور ۱۹۹۱ء): ص: ۱۳۷

(۹۰) الازہری ''ضیاء النبی'' ص ص: ۲/ ۸۱..۴۸۰

(۹۱) انور محمود خالد، ڈاکٹر ''اردو نثر میں سیرت رسول'' ص: ۶۷۸

(۹۲) کاندھلوی، ''سیرت مصطفیٰ'' ص: ۳/ ۳۳۷

(۹۳) قاسمی محمد اسلم ''سیرت حلبیہ اردو'' ص ص: ۱/ ۴۰، ۳۹، ۳۳، ۳۰

(۹۴) منصور پوری ''رحمۃ للعالمین'' ص ص: ۲/ ۱۶۰، ۱۴۵، ۸۰

(۹۵) مبارک پوری، صفی الرحمٰن ''الرحیق المختوم اردو'' (المکتبہ السّلفیہ، لاہور) ص: ۷۸، ۷۷، ۶۲، ۵۲، ۴۲، ۱۰۳، ۱

(۹۶) www.alwarraq.com.

(۹۷) قاسمی، محمد اسلم ''سیرت حلبیہ اردو'' ص ص: ۳/ ۴۶، ۲۷، ۱۲۳

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محمد رسول الله